

روزہ کے آثار اور برکتیں

<"xml encoding="UTF-8?>



تحریر : پاسدار اسلام

ترجمہ ، ترمیم اور اضافات: محمد عیسیٰ روح اللہ

تصحیح: حجۃ الاسلام غلام قاسم تسنیمی

پیشکش: موسسہ امام حسین علیہ السلام (امام حسین فاؤنڈیشن)

ذرائع: الحسنین نیٹ ورک ویب سائٹ (امام حسین فاؤنڈیشن)

1 - دیباچہ

خدا وند متعال نے اپنی ربوبیت کی وجہ سے انسانوں کی تربیت اور انہیں ان کی لائق منزل کمال تک پہنچانے کی خاطر عبادتوں اور اخلاقی کاموں کا ایک سلسلہ معین و مقرر فرمایا، تاکہ انسان ان پر عمل پیرا ہو کر اس منزل پر پہنچ جائے جس کے لئے اسے خلق کیا ہے اور خدا کی نعمتوں سے بھر پور فائدہ اٹھا سکے؛ اس لئے کہ جب انسان براہی کے دلدل میں پہنس جاتا ہے اور بڑے کام اس سے سرزد ہو جاتے ہیں تو وہ معنویت سے دور ہو جاتا ہے لیکن معنوی قوت اور روحانی طاقت مکمل طور پر نابود نہیں ہوتی ہے بلکہ صرف دب جاتی ہے اور اپنا اثر نہیں دکھا سکتی ہے اور جب تک یہ قوت اپنا اثر نہ دکھائے معنوی لذتوں سے انسان محروم رہے گا۔

ماہ رمضان انسان کو یہ سنہری فرصت دیتا ہے کہ ایک مختلف عبادتوں اور کاموں کو انجام دے اور اپنے باطن کے گندگیوں کو ان عبادتوں اور کاموں سے صیقل دے دے۔ جب اس کا درون پاک ہوگا تو اس کی برکت سے زمین بھی نورانی ہوگی۔ خاکی مخلوق کا ماہ رمضان کے ان دنوں اور راتوں میں کہ خاک سے فاصلہ کم ہو جاتا ہے اس قدر قوت پرواز حاصل کرتا ہے کہ فرشتوں سے بھی آگے وادی حضرت حق میں قدم رکھتا ہے اب وہ ہے اور اس کا معشوق۔ یہ باطن اور صفائی دل اسے صرف اور صرف روزہ اور بھوک و پیاس کے مربیوں منت ملا ہے ، جو کہ اس مقدس مہینے کے اعمال میں سے ایک ہے۔

روزہ کی مختلف جہات اور فوائد و آثاریں۔ اسی لئے ہم نے اس مختصر نوشتہ میں کوشش کی ہے کہ روزہ کے آثار، برکات اور فوائد میں سے بعض فائدے ارباب فکر ، نظر اور عمل و تقویٰ کی خدمت میں پیش کیا کریں۔

2 - روزہ کا مفہوم

لفظ "صوم" یعنی روزہ لغت میں رکنا اور بچنا ہے مثال کے طور پر کہانے، پینے .. جیسے کاموں سے بچنا۔ اسی لئے

لفظ "صمت" یا "سکوت" کو بھی صوم کہا ہے اس لئے کہ صمت و سکوت بھی بولنے اور تکلم سے بچنا ہے نیز کہا جاتا ہے ہر وہ چیز جو حرکت سے رک جاتی ہے اسے بھی صوم کہا جاتا ہے جیسے "صومت الريح" ہوا رک گئی۔ اس بنا پر صوم لغت میں پرہیز اور بچنا ہے۔ (1)

ہاں ممکن کہ معنائی صوم میں اس قید کا اضافہ کیا جائے کہ صوم سے مراد ہر کام سے بچنا نہیں ہے بلکہ بعض مخصوص کاموں سے بچنا ہے وہ کام جس کے کرنے پر انسان کا ہوائی نفس اسے وادار کرے۔ (2) لیکن صوم دینی اصطلاح میں "مخصوص اوقات میں بعض خاص چیزوں سے" بچنے کا نام ہے۔

3 - روزہ، قرآن میں

قرآن کریم اور روایتوں میں روزہ کے لئے متعدد الفاظ استعمال ہوئے ہیں؛ جیسے "صبر" کہ خدا وند متعال نے جگہ جگہ اس کی وصیت کی ہے۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ (3) ایمان والوں صبر (روزہ) اور نماز کے ذریعہ مدد مانگو کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ﴿وَ اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَ إِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاصِّينَ﴾ (4) صبر (اور نماز کے ذریعہ مدد مانگو)۔ نماز بہت مشکل کام ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو خشوع و خضوع والے ہیں۔

اسی طرح "سیاحت" کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے؛ جیسا کہ متقین کی توصیف کرتے ہوئے ارشاد رب العزت ہوتا ہے: ﴿الثَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ﴾ (5) یہ لوگ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد پوردگار کرنے والے، راسِ خدمت سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے (روزہ رکھنے والے) سجدہ کرنے والے ہیں اور اسے پیغمبر آپ انہیں جنت کی بشارت دیدیں۔

البته زیادہ تر روزہ کے لئے لفظ "صوم" اور "صیام" استعمال ہوا ہے۔ جیسے وجوب روزہ کے بارے میں فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصَّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقَوْنَ﴾ (6) اے صاحبانِ ایمان! تمہارے اوپر روزے اسی طرح لکھ دیئے گئے ہیں جس طرح تمہارے پہلے والوپر لکھے گئے تھے شاید تم اسی طرح متقی بن جاؤ۔

اس آئیہ شریفہ میں خدا اپنے بندے کو روزے کا (جو کہ اذیت اور تکلیف کا باعث بنتا ہے) حکم دیتے ہوئے کئی جگہوں پر لطف اور دلچوئی فرماتا ہے:

1 - اپنے بندے سے "﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾" کے خوبصورت خطاب سے مخاطب ہوتا ہے یعنی اپنی ذات پر ایمان لانے والے کہہ کر، اس طرح کہ "اے صاحبانِ ایمان! یہ ایمان کی طرف لوگوں کو متوجہ کرانے کی خاطر ہے، ورنہ یہ فرماتا کہ "اے لوگو!" لیکن ایسا نہیں کیا تاکہ لوگوں کو سمجھائے کہ یہ لوگ چونکہ ایماندار ہیں جو بھی حکم ان کے پوردگار کی طرف سے آئے گا بلا چون و چرا قبول کر لیں گے، اگرچہ ان کے میل اور طبیعت کے برخلاف ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی روزہ جیسے سخت اور کٹھن حکم کے صادر کرنے میں خدا کو اتنا ان لوگوں پر اعتماد ہے۔

2 - لفظ "کتب" کو مجرمول ذکر کیا اگرچہ شارع اور حکم صادر کرنے والی ذات وہی ہستی ہے۔ لیکن چونکہ روزہ کے ساتھ مشقت اور تکلیف ہے اپنی ذات کی طرف نسبت نہیں دیا۔ لیکن جہاں رحمت کی بات ہے تو فرماتا کہ ﴿فُلْ لِمَنْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فُلْ لِلَّهِ كَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ﴾ (7) ان سے کہئے کہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ سب کس کے لئے ہے؟ پھر بتائیے کہ سب اللہ ہی کے لئے ہے اس نے اپنے اوپر رحمت کو لازم قرار دے لیا ہے۔ اس رحیم و کریم پوردگار کے لطف و کرم کو دیکھئے جب کبھی رحمت اور محبت کا مقام آتا ہے تو اسے اپنی طرف نسبت دیتا ہے لیکن جب مشقت اور رحمت کا حکم دیتا ہے تو اپنی ذات کی طرف بھی نسبت دینے سے گریز کرتا ہے اس لئے کہ بندہ اس کی رحمت اور محبت سے مانوس ہے۔ لیکن بندہ کو دیکھئے جب اس

پر کوئی بلا، اذیت اور مشقت کی آفت پڑتی ہے تو اسے خدا کی طرف نسبت دیتا ہے، جیسے کہ خدا سے کہتا ہے کہ تو مجھے فقیر کیا تو نے مجھے بیمار کیا۔ حالانکہ وہ تو فقیروں کو بے نیاز کرنے والی ذات ہے، بیماروں کو شفا دینے والی ذات ہے۔

3- فرمایا : ﴿كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ یعنی یہ روزہ صرف تم (امت محمدی) پر واجب نہیں ہوا ہے بلکہ تم سے پہلی امتوں: گذشتہ انبیاء کے ماننے والے، اسلام سے پہلی امتوں جیسے امت موسیٰ اور امت عیسیٰ علیہما السلام پر بھی واجب ہوا تھا۔

4- ﴿الْعَلَّامُ تَتَقَوَّنَ﴾ پھر آیت کے آخر میں فرماتا ہے کہ اس مشقت والے کام کا فائدہ بھی تم کو ہی ملتا ہے تمہیں تقویٰ کی زینت سے مزین کرتا ہے۔

4- روزہ کا تاریخی جائزہ

جیسا کہ تاریخی کتب سے یہ بات ملتی ہے کہ روزہ صرف مسلمانوں پر واجب نہیں ہوا تھا بلکہ گذشتہ امتوں پر بھی واجب تھا، لیکن اس کے انجام دینے اور وقت میں فرق تھا۔ تفسیر فخر رازی میں اس بارے میں کہ گذشتہ امتوں کس طرح روزہ رکھتیں تھیں؟ اس طرح آیا ہے:

خدا نے ماہ رمضان کے روزہ کو یہودیوں (امت موسیٰ) پر فرض کیا لیکن انہوں نے اس ماہ کے روزے کو ترک کیا اور صرف ایک روزہ پر اکتفاء کیا اور شاید اسی دن فرعون غرق ہو گیا۔(8)

نصاری (امت عیسیٰ علیہ السلام) کے روزے کے بارے میں آیا ہے کہ: یہ لوگ ماہ رمضان میں روزہ رکھتے تھے لیکن جب موسم گرما سے روبرو ہوئے تو انہوں نے اسے شمسی مہینے کے ساتھ بدل دیا تاکہ ثابت رہے اور موسم گرما میں روزہ رکھنا نہ پڑے۔ اس تغییر کی خاطر دس دن بڑھا کر چالیس دن کر دیا، اس وقت کسی بادشاہ نے کسی مشکل کی وجہ سے سات دن بڑھا دیا اور بادشاہ نے بھی تین کا اضافہ کیا اس طرح حضرت عیسیٰ کے پیروکاروں کا روزہ پچاس دن ہو گیا۔(9)

حضرت یعقوب پر اس طرح وحی ہوئی کہ : خدا نے تجھے خاضع اور روزہ رکھنے والا بنایا ، بہشت سے تیرے لئے وہ کھانا دیا جسے نہ تو جانتے تھے اور نہ تیرے آبا و اجداد، تاکہ تجھے سکھائے کہ انسان صرف روٹی کے سہارے زندہ نہیں ہے بلکہ ہر کلمہ جو خدا کی طرف سے صادر ہوتا ہے اس سے انسان زندہ ہو جاتا ہے۔(10) روزہ کی برکتیں

5- روزہ کے تربیتی اور روانی آثار

روزہ کا سب سے اہم اثر اس کے تربیتی اور روحی پہلو میں ہے روزہ انسان کو متواضع، اسکے ارادے کو قوی اور اس کے شہوات نفسانی کو کم کرتا ہے۔

مرتاض اور تہذیب نفس کرنے والے (جو کہ مختلف طریقوں سے اپنی روح کو پاک کرنے کی مشق کرتے ہیں) انسانوں کا عقیدہ ہے کہ جس چیز سے انسانی نفس اور ہوا و ہوس نفرت کرے اسے انجام دیں اور روزہ بھی اسی طرح ہے یعنی ان افعال میں سے جس سے نفس، ہوا و ہوس اور طبعت نفرت کرتی ہے۔ جو کچھ صوفیائے کرام انجام دیتے ہیں کہ تہذیب نفس کی خاطر چلہ کاٹتے ہیں، یا عرفاء اگر کہیں کہ اپنے اندر کو خالی رکھیں یہ سب لوگ تہذیب نفس میں روزے کی کردار پر یقین رکھتے ہیں؛ اس لئے کہ روزہ شہوت پرستی، شکم پرستی وغیرہ سے مقابلہ کرنے کے لئے سپر کا کام کرتا ہے۔

(متترجم)

کہا جاتا ہے کہ گناہ اور رذائل اخلاقی بظاہر طبیعت انسانی کے عین مطابق ہیں لیکن ثواب کا کام، فضائل اخلاقی،

اور معنویت دیکھنے میں برخلاف طبیعت بشر ہیں ، انسان کے لئے ہر لذید کھانوں سے لذت اٹھانا تو اس کی طبعت کہتی ہے کہ یہ بہت اچھا ہے لیکن حلال و حرام کا تمیز کرنا صرف حلال تک محدود رہنا، مشکوک کھانوں سے بچنا، ریاضت کی خاطر بعض مفید کھانوں جیسے گوشت وغیرہ سے بچنا مزاج اور طبیعت کے ساتھ موزون نہیں ہے؛ اسی لئے دنیا میں گناہ گاروں کی تعداد مومنوں سے کئی کئی گنا زیادہ ہے۔

6- تخلیہ اور تحلیہ

اخلاق اور تہذیب نفس دو ستونوں پر قائم ہے:

- 1- تخلیہ: اپنے نفس کو برى عادتوں، مادی کثافتوں اور تمام جراثیم سے پاک کرنا۔ اس کام کے لئے سب سے پہلے اچھے اور بڑے کی معرفت ضروری ہے۔
- 2- تحلیہ: یعنی اپنے کو اچھے صفتون کے زیور سے مزین کرنا، جیسے تقوی جو کہ روزہ کی حکمتون میں سے ہے۔ (11)

ہاں روزہ تقوی کی تعلیم حاصل کرنے کا ایک کلاس ہے جہاں انسان تقوی کے نصاب کو پڑھتے ہیں۔ ہر بالغ عاقل انسان کو سال میں ایک مہینہ خواستہ خواستہ اس کلاس میں حصہ لینا پڑتا ہے تاکہ شیطان اور نفس اماڑہ سے جاری جنگ (جہاد اکبر) میں کامیاب ہونے کے واسطے مشق کیا جا سکے۔ اور شکم پرستی، شہوت پرستی ان تین چیزوں میں سے ہیں جن کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت پر خوف تھا۔ (12)

نیز آنحضرت کے فرمان میں سے ہے کہ "وہ چیزوں جو انسان کے جہنمی ہونے کا سبب بنتی ہیں منہ (بزراروں گناہوں کا سرچشمہ) اور شرمگاہ (جنسی شہوت کا ذریعہ) ہیں" (13)

ماہ مبارک رمضان میں روزہ دار پر کئی چیزوں سے اجتناب ضروری ہے ان میں کھانا، پینا اور جنسی کام کرنا شامل ہیں۔ وہ روزہ کی حالت میں بھوک اور پیاس کے باوجود کھانے اور پینے سے بچے اور اسی طرح آنکھوں کو محفوظ رکھے اور اپنی رفتار سے یہ ثابت کرے کہ حیوان کی طرح نہیں ہے۔ وہ نفس کے سرکش راہوار کے لگام کو اپنے ہاتھوں میں لینے کی قدرت رکھتا ہے مسلسل مشقوں اور انتہک جد و جہد سے شکم پرستی اور شہوت پرستی کے سخت ریگذر سے نفس کے سرکش گھوڑے پر سوار ہو کر گزر جائے۔

حقیقت میں روزہ کا سب سے بڑا فلسفہ یہی معنوی اثر اور تربیتی پہلو ہے۔ وہ انسان جو رنگارنگ خورد و نوش کی چیزوں کو اپنے پاس رکھتا ہے اور جب بھی بھوک پیاس لگے ان سے لطف اندوز ہو جاتا ہے اس کی مثال ان درختوں کی ہے جو نہر کے کنارے پروان چڑتے ہیں جو بہت بی نازک اور کمزور ہوتے ہیں اگر کئی دن انہیں پانی نہ ملے سوکھ جاتے ہیں؛ لیکن وہ درخت جو بیابانوں، لب و دق صحراؤں، اور پہاڑوں میں پروان چڑتے ہیں ان کی شاخوں کو انہی ابتدائی دنوں میں ہی کبھی طوفانوں اور سخت آندھیوں سے پالا پڑتا ہے تو کبھی سرديوں کے موسم سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے شاخیں طاقت ور، مضبوط اور سخت ہوتی ہیں۔ روزہ دار بھی حیوانوں کی دنیا سے ترقی پا کر عالم ملکوت تک چلا جاتا ہے۔

اگر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ : (الصوم جنة من النار) (14) روزہ آگ کے لئے ڈھال ہے تو اسی موضوع کی طرف اشارہ ہے۔

نیز امام علی علیہ السلام کا فرمان ہے (وَ صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِنَّهُ جُنَاحٌ مِّنَ الْعِقَابِ) (15) ماہ رمضان کا روزہ عقاب الہی سے بچنے کی سپر ہے۔

یعنی روزہ گناہوں کے بخشنے کا سبب بنتا ہے اور جب گناہ بخش جاتے ہیں تو وہ پاک و پاکیزہ ہو جاتا ہے اس

وقت اسے جہنم سے نجات ملتی ہے۔ بسا اوقات انسان کے گناہیں بخش جانے کے علاوہ ان تمام گناہوں کی جگہ ثواب لکھا جاتا ہے اور یہ بات آیات کی رو سے ثابت شدہ ہے کہ "حبط عمل" اور "تکفیر سیئات" خدا کی سنتوں میں سے ہے۔

(مترجم) ذیل میں ان آیتوں میں سے بعض کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

1- **فَإِنْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيقُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَوْدُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَا كُفَّرَنَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دُخْلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ** (16) پورودگار ہم نے اس منادی کو صنا جو ایمان کی آواز لگا رہا کہ اپنے پورودگار پر ایمان لے آؤ تو ہم ایمان لے آئے۔ پورودگار اب ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہماری برائیوں کی پرده پوشی فرما اور ہمیں نیک بندوں کے ساتھ محسور فرما۔

2- **وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابَ آمَنُوا وَاتَّقُوا لَكَفَرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دُخْلَنَّهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ** (17) اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور ہم سے ڈرتے رہتے تو ہم ان کے گناہوں کو معاف کر دیتے اور انہیں نعمتوں کے باغات میں داخل کر دیتے۔

3- **إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدَّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ عَفُورًا رَحِيمًا** (18) علاوہ اس شخص کے جو توبہ کر لے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل بھی کر لے کہ پورودگار اس کی برائیوں کو اچھائیوں سے تبدیل کر دے گا اور خدا بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

4- **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنَكَفَرَنَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ** (19) اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہم یقیناً ان کے گناہوں کی پرده پوشی کریں گے اور انہیں ان کے اعمال کی بہترین جزا عطا کریں گے۔

5- **أُولَئِكَ الَّذِينَ نَتَّقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَّجَاوِزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ وَعَدَ الصَّدِيقُ الَّذِي كَانُوا يُوَعْدُونَ** (20) یہی وہ لوگ ہیں جن کے بہترین اعمال کو ہم قبول کرتے ہیں اور ان کی برائیوں سے درگز کرتے ہیں یہ اصحاب جنت میں ہیں اور یہ خدا کا وہ وعدہ ہے جو ان سے برابر کیا جا رہا تھا۔

6- **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَّهُمَّ** (21) اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا اور نیک اعمال کئے اور جو کچھ محمد پر نازل کیا گیا ہے اور پورودگار کی طرف سے برق بھی ہے اس پر ایمان لے آئے تو خدا نے ان کی برائیوں کو دور کر دیا اور ان کے حالات کی اصلاح کر دی۔

7- **لِلْيُدِخْلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمَنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا** (22) تاکہ مومن مرد اور مومنہ عورتوں کو ان جنتوں میں داخل کر دے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان ہی میں ہمیشہ رہیں اور ان کی برائیوں کو ان سے دور کر دے اور یہی اللہ کے نزدیک عظیم ترین کامیابی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: کہ کسی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ "شیطان کو خود کو دور کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟" تو آپ نے فرمایا: **الصَّوْمُ يُسَوْدُ وَجْهَهُ وَالصَّدَقَةُ تَكْسِرُ ظَهْرَهُ وَالْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْمُوَارِدَةُ عَلَى الْعَمَلِ الصَّالِحِ يَقْطَعُ دَابِرَهُ وَالإِسْتِغْفَارُ يَقْطَعُ وَتَبَيْنَهُ وَلِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةُ وَزَكَاةُ الْأَبْدَانِ الصَّيَامُ** (23) روزہ شیطان کے چہرے کو کالا کر دیتا ہے اور راہ خدا میں انفاق کرنا شیطان کے کمر کو توڑ دیتا ہے خدا کی خاطر دوستی کرنا اور نیک عمل پر مواظبت کرنا شیطان کے رابطے کو کاٹ دیتا ہے اور استغفار کرنا شیطان

کی دل کی رگ کو کاٹ دیتا ہے بہر چیز کی ایک زکات ہوتی ہے جسموں کی زکات روزہ ہے۔

انسان کا دل صرف جلوہ گاہ حضرت حق نہیں ہے بلکہ شیاطین کی رفت و آمد کا مقام بھی ہے۔ دل حرم خدا ہے لیکن کبھی نا محرموں کی صدائیں بھی گونجتی ہیں کبھی شیطانی قوتیں بھی محو عمل ہو جاتی ہیں اس وقت یہ خبیث روحوں کا مسکن بن جاتا ہے۔ جو انسان غیبت کرتا ہے وہ حقیقت میں اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہے۔ یہ جو انسان کسی نا محرم کی طرف دیکھ رہا ہوتا ہے وہ حقیقت میں شیطان کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ اب کیوں نہ شیطان کے ظاہری اور باطنی رابطے انسان کو جہنم کے دہانے تک پہنچائیں؟! کیا کریں کہ "بم" ہو جائیں اور ایک باعزت زندگی گزاریں، خدا جو کہ معرفت اور محبت کے فضاؤں میں پرواز کرنے والوں کے لئے آرامگاہ ہے، اس سے لو لگائیں اس کی یاد سے دل کو سکون بخشیں اس نے ہمارے راستے میں ہزاروں نشانیاں رکھیں تاکہ ہم راستہ بھٹک نہ جائیں اور گمراہ نہ ہو جائیں اپنی ذات کے دیدار کے مشتاق دل جلے عاشقوں کے لئے سیڑیاں رکھیں تاکہ وادی محبت میں داخل ہو سکیں، ہمیشہ دروازے کو کھلا رکھا تاکہ جب بھی کوئی داخل ہونا چاہیے داخل ہو سکے اس خاک سے اس نیلگوں آسمان کی طرف ایک دریچہ ہمیشہ کھلا رکھا تاکہ راستہ کھو نہ دیں۔

ہاں! فرمان رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق روزہ شیطانی وسوسوں اور قرب الہی کے منزلوں کے درمیان ایک بڑا حائل ہے جو انسان کو شیطانی وسوسوں سے روک کر قرب الہی کی وادی میں جانے کے لئے مدد کرتا ہے

روزہ ایک اچھا انسان بننے کے لئے مختصر مشق ہے ایسا مشق کہ جس سے گناہوں کا ستیاناس اور خدا سے آشنا ہو جائے۔

روزہ ایسی فرصت ہے جو انسان کو بلاکت کی تاریک کنویں کے دہانے، بلاؤں کے زد، اور کیچڑ میں پہنسنے سے خود کو بچانے کی مہلت دیتا ہے، گیارہ مہینے خزان لگنے کے بعد انسان منجمد ہو جاتا ہے اس جمود کو ایک مہینے کی بہار میں ختم کر کے اب وہ پھر سے نورانی ہو جاتا ہے۔

(مترجم) یہ خدا کا کرم ہے کہ شیطان گیارہ مہینہ اپنے کارندوں کو گھمانا ہے تاکہ انسان کو گمراہ کیا جا سکے اور وہ اس مدت میں اپنے ابداف میں کامیاب بھی ہو جاتا ہے لیکن جوں ہی ماہ رمضان داخل ہو جاتا ہے اس کی تمام کوششیں خاک میں مل جاتی ہیں اور انسان اس ایک مہینہ میں دوبارہ بندہ رحمان بن جاتا ہے، یہی وہ مقام ہے جہاں شیطانی مکر و حیلہ ناکام ہو جاتا ہے۔

7 - روزہ کے سماجی اور اخلاقی آثار

طبقاتی نظام اور امراء اور غرباء میں فاصلہ سماجی اور معاشرتی برائیوں میں سے ہے۔ جس قدر طبقاتی فاصلے بڑھ جائیں اتنا ہی معاشرے میں اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں اور روز بروز غریب طبقے کا امیروں سے انتقام کا جذبہ بڑھ جاتا ہے اور ایک دن یہ پھٹتا ہے تو پورا معاشرہ متزلزل ہو جاتا ہے۔

دین مقدس اسلام انسانوں کو حیات طیبہ عطا کرتا ہے، سماجی اور اجتماعی عدالت اور مساوات کے سہارے سماج کی بہتری کے لئے ہمیشہ کوشان ہے اور چونکہ معاشرے میں ہر ایک کی صلاحیتیں اور توانائیاں ایک جیسی نہیں ہوتی ہیں اس لئے قوانین اور احکام کو وضع کر کے مزاج اور طبیعت کے اختلاف کو کم سے کم پر پہنچایا جا سکے، انہی احکام میں سے ایک روزہ ہے کہ سب سے پہلے اس میں معاشرے کے تمام لوگ برابر ہیں۔ ثانیا امراء اور رثوتومندوں کو یہ احساس دلائیں کہ فقیروں اور نیازمندوں کی حالت کیا ہے اس کو درکرتے ہوئے

سماج سے فقر کو ختم کرنے کے لئے قدم اٹھائیں۔ ثالثاً معاشرہ کو دوریوں کی آفت سے نجات دین تاکہ ایک دوسرے کے قریب آجائے اور برادری اور برابری کا جذبہ سب میں ایجاد کیا جا سکے۔ اسی لئے جب ہشام بن حکم نے امام صادق علیہ السلام سے روزہ کے فلسفہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

إِنَّمَا فَرَضَ اللَّهُ الصَّيَامَ لِيُسْتَوِيَ بِهِ الْغَنِيُّ وَ الْفَقِيرُ وَ ذَلِكَ أَنَّ الْغَنِيَ لَمْ يَكُنْ لِيَجِدَ مَسَ الْجُوعِ فَيَرْحَمَ الْفَقِيرَ لِأَنَّ الْغَنِيَ كُلُّمَا أَرَادَ شَيْئاً قَدَرَ عَلَيْهِ فَأَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يُسَوِّيَ بَيْنَ خَلْقِهِ وَ أَنْ يُذْيِقَ الْغَنِيَ مَسَ الْجُوعِ وَ الْأَلْمِ لِيُرِيقَ عَلَى الصُّعِيفِ وَ يَرْحَمَ الْجَائعَ (24)

خدا نے روزہ واجب کیا تاکہ امیر اور غریب برابر ہو جائیں یہ اس لئے کہ امیروں نے فقر و فاقہ کا ذائقہ نہیں چکھا ہے، اس روزہ کی برکت سے درد فقیری کا احساس کریں، امراء جب بھی کسی چیز (کھانے پینے) کے لئے دل کرئے ان کے لئے حاضر کی جاتی ہے پس خدا نے روزہ واجب کیا تاکہ اس کے سبب سے امیر و فقیر میں مساوات ہو جائے اور ثروتمند لوگ بھوکے اور پیاسے لوگوں کے درد کا احساس کریں تاکہ اس احساس کے ناطے فقیروں پر رحم کریں۔

روزہ کے معنوی اور اخلاقی برکتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس روزہ کے بھوک اور پیاس میں انسان قیامت کے بھوک اور پیاس کو یاد کرے اور اپنے کو اس دن کی سختیوں کے لئے تیار کرے۔ اسلام کے معارف سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قیامت کا دن بڑا ہولناک ہو گا میدانِ حشر میں گرمی اپنی انتہاء پر ہوگی۔

چنانچہ امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

(وَ ذَلِكَ يَوْمٌ يَجْمَعُ اللَّهُ فِيهِ الْأَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ لِنِقَاشِ الْحِسَابِ وَ جَزَاءُ الْأَعْمَالِ خُصُوصاً قِيَاماً قَدْ أَجْمَهُمُ الْعَرْقُ وَ رَجَفَتْ بِهِمُ الْأَرْضُ فَأَخْسَنُهُمْ حَالاً مَنْ وَجَدَ لِقَدْمِيهِ مَوْضِعاً وَ لِنَفْسِهِ مُنْسَعاً) (25)

وہ دن ہوگا جب پروردگار اولین و آخرین کو دقیق ترین حساب اور اعمال کی جزاء کے لئے اس طرح جمع کرے گا کہ سب خضوع و خشوع کے عالم میں کھڑے ہوں گے۔ پسینہ ان کے دہن تک پہنچا ہوگا اور زمین لرز ری ہوگی بہترین حال اس کا ہوگا جو اپنے قدم جمانے کی جگہ حاصل کرے گا اور جسی سانس لینے کا موقع مل جائے گا۔ قیامت کی گرمی کے لئے ایسی تشبیہ اس کی سختی اور ہولناکی کو بیان کرتی ہے۔

کسی دوسری روایت میں آیا کہ امام باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا ہوا (فَالْيَوْمُ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْفُهُونِ) (تو آج ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی) تو آپ علیہ السلام نے فرمایا : ذلت کے عذاب سے مراد پیاس ہے۔ (27)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "خطبہ شعبانیہ" میں فرماتے ہیں:

(وَ اذْكُرُوا بِجُوعِكُمْ وَ عَطَشِكُمْ فِيهِ جُوعٌ يَوْمٌ الْقِيَامَةِ وَ عَطَشٌ) (28)

اس مہینہ کی بھوک اور پیاس سے قیامت کی بھوک اور پیاس کو یاد کریں۔

کسی ایک روایت میں ان خصلتوں کو گنتے ہوئے جو کہ خدا روزہ دار کو عنایت کرتا ہے، نقل ہوا ہے کہ :

(وَ الْخَامِسَةُ أَمَانٌ مِنَ الْجُوعِ وَ الْعَطَشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) (29)

پانچوں خصلت جو خدا روزہ دار کو عنایت کرتا ہے وہ یہ کہ روزہ دار قیامت کے بھوک اور پیاس سے امان میں ہے۔

اسی طرح کسی اور روایت میں امام علی علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے روزہ کے اخلاقی فلسفوں میں سے ایک لوگوں کے خلوص کا امتحان ہے (وَ الصَّيَامُ ابْتِلَاءً لِإِلْحَاقِ الْخَلْقِ) (30) اور روزہ کو اخلاص کے امتحان کا وسیلہ قرار دیا۔

حضرت کی اس سنہری بات کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی روزہ رکھے اپنے آپ کو مختلف لذید اور خوشگوار کھانوں سے بچائے حالانکہ وہ اس پر قادر ہو یہ اخلاص کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ اور جو کوئی مخلص ہو جائے تو وہ تمام انعامات جو جن کا خدا نے مخلصین کے لئے وعدہ دیا ہے اسے بھی ملیں گے۔

3- روزہ کے طبی فوائد

سماجی، تربیتی اور اخلاقی فائدے کے علاوہ روزہ کے طبی اور سائنسی فوائد بھی ہیں۔ روزہ جسم کے تمام اعضاء اور جوارح کو تھکاوت اور سستیوں سے نجات دلاتا ہے جسم کو چست و چالاک بنا دیتا ہے مختلف قسم کی کسالتون، درد و آلام اور موٹاپا جیسے امراض سے اسے نجات دیتا ہے۔

روزہ جسم کی زائد چربیوں کو پگھلانے اور بڑی چربیوں کی جگہ مفید گوشت اگانے میں کیمیا کا کام کرتا ہے گویا سائنس اور ڈاکٹری نگاہ سے روزہ کا معنوی پہلو بہت زیادہ ملحوظ نظر رکھا گیا ہے۔ (31)

روزہ آج کے علم طب کی رو سے مختلف قسم کی بیماریوں کے علاج کے لئے مؤثر دوا ہے۔ ڈاکٹر حضرات کئی ایک بیماریوں کے لئے روزہ کو ہی دوا کے طور پر تجویز کرتے ہیں اور یہ بات مسلم ہے کہ روزہ کی حالت میں پہلے کھا ل کے ساتھ ملے ہوئے چربیوں کا صفائیا ہوتا ہے اور پھر آئسٹہ اندرونی چربیوں کے جلنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے ان تمام حالتوں میں اس کے گوشت، رگوں اور ہڈیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے مگر یہ کہ انسان زیادہ مدت بھوکا رہے اس وقت اس کے گوشت بھی پگھلنا شروع ہوتا ہے۔ (32)

(مترجم) بمارے فقه کے مطابق اذان مغرب کے بعد روزہ افطار کرنا واجب ہے اگر کسی نے عمدًا ایسا نہیں کیا تو وہ گناہ گار ہے وہ انسان جو بہت زیادہ توانائی رکھتا ہو اور اس کے پاس قوت تحمل بھی ہو وہ افطار کو نماز مغربین کے بعد تک موخر کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر "الکسیس کارل" اپنی کتاب "انسان موجود ناشناختہ" میں لکھتے ہیں: "روزہ جگر میں موجود شوگر کو ختم کرتا ہے اور کھال کے نیچے موجود چربیاں، عضلانی پروٹینز، غدود اور کبد کے سیلز وہاں سے چھوٹ کرانسانی غذا میں شامل ہو جاتے ہیں۔"

وہ آگے لکھتے ہیں "روزہ تمام ادیان الہی میں لازم تھا۔ روزہ میں ابتداء میں بھوک اور اعصاب کا تحرک اور احساس کمزوری انسان کے لئے پیش آجاتا ہے لیکن اسی لحظہ ایک ایسی کیفیت اس پرطاری ہو جاتی ہے کہ وہ ان کو بھوول جاتا ہے اور تمام اعضا اپنے خاص مواد کو دل کی حفاظت کے لئے نثار کرتے ہیں۔ اسی لئے روزہ دار اپنے داخلی سیسٹم کی صفائی کرتا ہے، اور اس داخلی گھر کو خوشگوار بنادیتا ہے۔ (33)

ڈاکٹر "جان فڑوموزین" روزہ سے علاج کے طریقے کو اعضاء بدن کی دھلائی سے تعبیر کرتا ہے کہ روزہ داری کے شروع میں زبان حاملہ ہے بدن میں پسینہ بہت زیادہ ہے منہ بدبودار کبھی ناک سے پانی آنا شروع ہو جاتا ہے یہ سب دھلنے کی علامت ہے تین چار دن بعد بدبو ختم ہو جاتی ہے پیشاب کا سیلاب بھی رک جاتا ہے انسان خود کو ہلکا محسوس کرتا ہے اور اپنے اندر بے پناہ خوشی کا احساس کرتا ہے اس حالت میں اعضا و جوارح کافی آرام ہیں۔

ڈاکٹر "تومانیاس" روزہ کے طبی فوائد کے بارے میں یوں لکھتے ہیں: "کم کھانے اور مختلف کھانوں سے پریز کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کا باضمہ جو پورے گیارہ مہینے ہمیشہ کھانوں سے پر رہتا ہے ایک ماہ کی روزہ داری ان تمام غذائی مادوں کو دفع کرتی ہے اسی طرح جگر جو کھانوں کو ہضم کرنے کے لئے ہمیشہ اپنے سرخ مائعات کو استعمال کرتا ہے ان تیس دنوں میں وہ باقی ماندہ مائعات کے قطروں کو بھی استعمال کرکے مکمل طور پر خالی ہو جاتا ہے۔ قوت باضمہ کو کم کھانے کی وجہ سے کچھ وقت مہلت مل جاتی ہے اور وہ

اپنی تھکاوٹ کو دور کرتی ہے۔

روزہ یعنی کم کھانا اور کم پینا کسی خاص مدت میں یہ علاج کا سب سے بہترین طریقہ ہے اور اسی علاج نے پرانے اور نئے طب کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے مخصوصاً وہ بیماریاں جو قوت ہاضمہ کو لاحق ہوتی ہیں خاص جو جگر اور کلیہ کو لاحق ہوتی ہیں، جو کسی بھی دوائی سے ٹھیک نہیں ہوتی ہیں ان بیماریوں کے لئے روزہ بہترین علاج ہے اسی لئے بدیضمی کا سب سے بہترین علاج روزہ ہے۔

جگر(کبد) کی وہ مخصوص بیماری جو یرقان کا باعث بنتی ہے اسکا بہترین علاج روزہ ہے اس لئے کہ یہ بیماریاں بسا اوقات کبد کی تھکاوٹ کی وجہ سے لاحق ہوتی ہیں جو حد سے زیادہ متحرک رہنے کی وجہ سے مطلوب مائے کو ایجاد نہیں کر پاتا ہے اسی لئے کئی قسم کی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ (34)

ڈاکٹر گوئل پا فرانسیسی کہتا ہے : " 4/5 بیماریاں انٹریوں میں غذائی مواد پہنس جانے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ یہ سب روزہ سے ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ (35)

ڈاکٹر الکسی سوفورین لکھتے ہیں: " جسم روزہ کے وقت غذا کے بجائے جسم میں موجود مواد کو استعمال کرتا ہے اس طرح وہ گندنا اور سڑا ہوا مواد جو جسم میں ہے ان سب کو ختم کرتا ہے اور انسانی جسم کو تندrst و توانا بنادیتا ہے۔ (36)

امریکی ڈاکٹر کاریو ر لکھتے ہیں: " ہر انسان کے لئے ضروری ہے وہ سال کے کچھ ایام بھوکا رہے اس لئے کہ جب تک جسم میں کھانا پہنچتا رہے جسم کے اندر موجود جراثیم بڑھتے رہیں گے لیکن جب انسان کھانے سے پریبیز کرتا ہے تو یہ جراثیم کمزور ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور پھر مر جاتے ہیں "

وہ آگے لکھتے ہیں : " وہ روزہ جسے اسلام نے واجب کیا ہے جسم کی صحت و سلامتی کی سب سے بڑی گارنٹی ہے،

پیغمبر اکرم نے چودہ سو سال پہلے اس معدہ کے بارے فرمایا > المعدہ بیت کل داء و الحمية رأس کل دواء < (37) معدہ تمام بیماریوں کا گھر ہے اور بھوکا رہنا ان بیماریوں کا سب سے بڑا علاج ہے۔ (متترجم)

ذیل میں بیان کیا جاتا ہے کہ روزہ کس طرح جسمانی بیماریوں کا علاج ہے۔

1. دل کے امراض: روزہ دل کے مریضوں پر کوئی بڑے اثرات نہیں ڈالتا، البتہ بعض حالات میں دل کے مریضوں کو اپنے معالج کے مشورے سے روزہ سے پریبیز کرنا چاہیے۔ مرض قلب میں محتاط فاقے سے فائدہ ہوتا ہے۔ آرٹھرائیٹس کی بیماری ایسے فاقے سے بالکل دور ہو جاتی ہے یا اس میں کمی آجاتی ہے و جع المفاصل میں بھی فاقہ علاج ہے۔

2. ذہنی امراض: ذہنی امراض کے مریضوں کے لیے روزہ کسی تحفہ سے کم نہیں، روزہ سے وہ ڈسپلن حاصل ہوتا ہے جس سے ذہنی امراض سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

3. دانتوں کے امراض: روزہ کی حالت میں کئی گھنٹے خوراک سے پریبیز کیے جانے سے کھانے کے ذرات مسوزھوں میں نہیں رکتے اور مسوزھے مضبوط اور دانتوں کی صفائی ہو جاتی ہے۔ منہ کی بدبو بھی جو ہر وقت الابلا کھانے کی وجہ سے آتی ہے دور ہو جاتی ہے اور دانتوں کے ہلنے کی تکلیف اور ڈاڑھوں کے سوراخوں کا بھی علاج ہو جاتا ہے۔

4. دمہ کا مرض: دمہ کے مرض میں بھی روزہ شفائی ہے اور الرجی سے پیدا ہونے والا دمہ بھی اس سے دور ہوتا ہے اور گلے کی سوزش اور تحریک بھی کم ہو جاتی ہے۔

5. زنانہ امراض: روزہ زنانہ امراض میں بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔ ایام کی بے قاعدگی اس سے دور ہو جاتی ہے، ہارمونز کی عدم توازن کی حالت جسم کو فربہ بناتی ہے چنانچہ روزہ اس سے بھی بچاتا ہے اور فربہ کم کرنے کا روزہ بہترین علاج ہے۔ دوران حمل قے کی شکایت اس سے دور ہو جاتی ہے اور اسقاط حمل کا مرض بھی روزے سے دور ہوتا ہے۔

6. گردہ کے امراض: روزہ گردہ کی بیماری کا بھی علاج ہے اور روزہ رکھنے والے شخص کا پیشاب سب بیماریوں کا خود علاج کر لیتا ہے۔ روزہ سے جسمانی بافت میں جمع شدہ پانی جل جاتا ہے اور گردوں کے سکڑے سے بلڈپریشہ کا مرض پیدا ہوتا ہے وہ بھی روزہ سے دور ہو جاتا ہے۔

7. جلدی امراض: جلد کی صحت پر تمام جسم کی صحت کا دارومدار ہے۔ جو شخص کسی جسمانی تکلیف کا شکار ہوتا ہے اور اس میں کوئی اندرونی بیماری ہوتی ہے۔ اس کی جلد صاف نہیں ہوتی۔ جلدی امراض یعنی پھوڑے، پھنسیوں میں بھی روزہ بہت مفید ہے۔ بعض لوگ چہرے کے مہاسوں اور دانوں کا شکار ہوتے ہیں اس کا علاج بھی روزے میں پوشیدہ ہے۔

8. معدے کے امراض: روزہ معدے کی تکلیف بھی دور کرتا ہے یہ نظام ہضم کو مضبوط بناتا ہے اور جسم میں چربی اور نمکیات کو معتدل بناتا ہے چنانچہ سارا سال جو معدے پر اضافی بوجہ پڑتا ہے رمضان المبارک کے ایک ماہ کے روزے معدے کا ورم، کھجاؤ، السرو کینس، قی، ڈکار، منه میں پانی بھر آتا اور بھوک کی کمی جیسی بیماریاں کافی حد تک دور کر دیتے ہیں۔

9. بچوں کے امراض: چھوٹے بچوں کو جب روزہ رکھوایا جاتا ہے تو اس سے بھی حیرت انگیز فوائد حاصل ہوتے ہیں سرخ بخار، حلق کے زخم، خناق، کالی کھانسی اور بچوں میں فالج کی علامات پیدا ہوتے ہوئے روزہ رکھوانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

10. بلڈپریشہ: روزہ بلند فشار خون کے مريضوں کیلئے نہایت فائدہ مند ہے۔ روزہ بلڈپریشہ کو بڑھنے سے روکتا ہے، 'خون کا دباؤ' تفکرات، غیر معمولی مصروفیات اور طرح کی نفسیاتی الجھنوں سے بڑھ جاتا ہے۔ مستقل غصہ سے بھی یہ شکایت پیدا ہو جاتی ہے جسم میں چربی کی شرح بڑھ جانے سے اس کے اجزاء شریانوں میں پھنسنے لگتے ہیں تو دل کو زیادہ زور لگانا پڑتا ہے جس سے بلڈپریشہ بائی ہو جاتا ہے۔ فاقہ سے زائد چربی جلتی ہے اور اس طرح بلڈپریشہ کے مريضوں کو روزے سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ روزہ وزن کو کم کرنے اور بلڈپریشہ کو اعتدال پر رکھنے میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔

11. ذیابیطس کا مرض: جو شوگر یا ذیابیطس کے مريض گولیوں یا خوراک کے ذریعے علاج کروا رہے ہوتے ہیں ان کیلئے روزہ بہت مفید ہے۔ سحر و افطار میں مناسب خوراک کا استعمال کر کے شوگر کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ شوگر کے مريض کے خون میں انسولین کی مقدار کم اور شوگر کی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ دوران روزہ کھانے پینے سے پرپیزکیا جاتا ہے اس لیے خوراک سے حاصل شدہ ساری گلوکوز دوران روزہ استعمال ہو جاتی ہے اور سحری سے افطار تک انسولین کی کافی مقدار حاصل ہو جاتی ہے جو مريض کیلئے مفید ہے اور مريض صحت کی جانب گامزن ہوتا ہے۔ بعض اوقات شوگر کے مريضوں کو معالج کے مشورے سے روزہ سے پرپیز بھی کروایا جاتا ہے۔

12. جسمانی کمزوری کا علاج: جب انسان زیادہ لاغر ہو جاتا ہے تو اسے غذا سے بہت کم فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ پھر نہ اس کی غذا ہضم ہوتی ہے نہ جزو بدن بناتی ہے چنانچہ ایسی حالت میں روزہ مفید ثابت ہوتا ہے کیونکہ غذا کی مقدار کم کرنا آخر میں عموماً طاقت اور شگفتگی کا باعث بنتا ہے۔ بعض لوگ کافی کھانے کے باوجود لاغر رہتے ہیں ان کیلئے روزہ بہت مفید ہے۔

13. جنون اور دیوانگی کا علاج: روزہ اس دیوانگی کو بھی دور کرتا ہے جو خون میں زبریلے مادے شامل ہونے کے باعث ہوتی ہے اور اگر دماغی حالت درست نہ ہو یا کسی صدمے سے کوئی دماغی تکلیف ہو تو روزہ بہت مفید ہے اور اس وقت تک روزہ رکھنا چاہیے جب تک کہ حالت مکمل درست نہ ہو جائے۔

14. کینسر کا علاج: حالیہ تحقیقی مطالعہ ثابت کرتا ہے کہ روزہ کینسر کے خلیوں کی افزائش روک کر اس مرض سے محفوظ رکھتا ہے۔ کینسر کے خلیے پروٹین کے چھوٹے ذرات سے بنتے ہیں اور روزہ میں جسم میں پروٹین کی مقدار کم ہوتی ہے چنانچہ ان کی افزائش نہیں ہوتی اور کینسر کے مرض کی روک تھام ہوتی ہے۔ حرف آخر: روزہ اکثر جسمانی امراض میں حفظ ماتقدم اور شفاء ہے۔ لیکن روزہ کا اصل مقصد اپنے مولا کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ اپنے رب کریم کی بندگی میں ہی بھلائی اور بہتری کا راز پوشیدہ ہے۔ رب کریم سے دعاگو ہوں ہم سب کو اس مقدس ماہ مبارک میں اپنی رضا کے مطابق روزے رکھنے کی توفیق عطائی فرمائے اور اس ماہ مبارک کی تمام برکات سمیٹنے کی توفیق دے اور ہم سب سے راضی ہو جائے۔ آمین! (38)

4- روزہ کے عرفانی فائدے

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ خدا نے **کل عمل آدم هو له غير الصيام، هو لي واناًجزي به** (39) بندے کا ہر عمل اسی کے لئے ہے مگر روزہ! یہ تو میرے لئے ہے اور میں ہی اس کااجر دون گا۔

روزہ کا صرف خدا کے لئے ہونے کی علت یہ ہے کہ یہ اکیلا عبادت ہے جو انجام نہ دینے والی چیزوں سے بنی ہے جبکہ باقی عبادتوں میں بہت سے شرائط کا ہونا اور انجام دینے کی ضرورت ہے، جیسے نماز، حج، وغیرہ، ان میں بہت سے کاموں کو انجام دینے کی ضرورت ہے تاکہ ان عبادتوں کو وجود میں لایا جاسکے۔ ان میں کوئی امر وجودی کا دخل ہے اور یہ بات واضح ہے کہ یہ اعمال خالص خدا کے لئے انجام پانا مشکل ہے اس لئے کہ مادے کے آفات سے خالی نہیں ہے کبھی سستی کبھی دکھاوا جیسے آفتون کا دخل ممکن ہے جبکہ روزہ میں ان تمام کاموں کا دخل ہے جنہیں انجام نہیں دینا ہے جیسے کہانے پینے سمیت کئی اور چیزوں سے اجتناب کرنا پڑتا ہے، اس میں روزہ دارخود کو اس مادی زندان سے آزاد پاتا ہے اب وہ خواہ مخواہ شہوت کی زندان سے خود کو باہر کرتا ہے اور یہ چیزیں خدا کے علاوہ کسی اور کی خاطر کیسے ہو سکتے ہیں؟!

اور یہ کہ حدیث قدسی میں فرمایا **واناًجزي به اگر لفظ اجزي به** کو فعل معلوم پڑھیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں خود اس کا اجر دون گا تو اس وقت اس کی دلالت یہ ہوگی کہ روزہ کے اجر دینے میں میرا اور میرے بندے کے درمیان کوئی حائل نہیں ہے جس طرح میرے بندے نے اس بندگی کے لئے اپنے اور میرے درمیان کسی کو حائل نہیں رکھا میرے بندے نے کسی کو اپنی روزہ داری کے بارے خبر تک ہونے نہیں دیا۔ چنانچہ صدقہ کے بارے میں آیا کہ صدقہ کو صرف خدا ہی وصول کرتا ہے اور صدقہ دینے والے اور خدا کے درمیان کوئی حائل نہیں۔ قرآن کریم میں بھی یہ بات آئی ہے

(۴۰) لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبُلُ التَّوْبَةَ عَنِ عِبَادِهِ وَ يَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ

کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور زکوٰۃ و خیرات کو وصول کرتا ہے اور وہی بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

اسی لئے روایتوں میں آیا ہے کہ بندے کے تمام اعمال کو فرشتے وصول کرتے ہیں مگر صدقہ سیدھا خدا کے ہاتھ میں پہنچ جاتا ہے۔ (41)

لیکن اگر لفظ اجزی بہ کو مجهول پڑھیں تو اس کا معنا یہ ہوگا کہ میں خود اس کا اجر بنوں گا۔

علامہ طباطبائی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں یہ روزہ دار سے قرب الہی سے کنایہ ہے۔

شابرہ عشق کے مسافروں پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ یہ حدیث بہت ہی بلند و بالا معارف پر مشتمل ہے کہ علامہ طباطبائی جیسی عظیم شخصیت اس کے بارے میں لب گشا ہو جائے۔ بہر حال اس حدیث کی معنی کا ادراک مشکل ہے؛ اس لئے کہ مال اور اس کی قیمت میں برابری عقل اور عدالت کا تقاضا ہے، بندھے کے اعمال کا اجر جس قدر بھی دے وہ خدا کی طرف سے فضل ہے اور کسی کو خدا سے اپنے عمل کے اجر مانگنے کا حق نہیں ہے اسی لئے خدا نے جنت کی قیمت انسانوں کی جان کو قرار دیا، اور فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ اَشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (42)

بیشک اللہ نے صاحبانِ ایمان سے ان کے جان و مال کو جنت کے عوض خریدلیا ہے۔ اور حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ :

﴿إِنَّهُ لَيْسَ لِأَنْفُسِكُمْ ثَمَنٌ إِلَّا الْجَنَّةَ فَلَا تَبْيَغُوهَا إِلَّا بِهَا﴾ (43)

تمہاری جانوں کی قیمت جنت کے سوا کچھ ہو بی نہیں سکتی پس اسی جنت کے علاوہ کسی اور چیز کے عوض نہ بیچیں۔

اسی طرح رسول گرامی اسلام کا فرمان ہے کہ ﴿إِنَّ لِلْجَنَّةِ بَابًا يُدْعَى الرَّبَّيَانَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ﴾ (44) جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام "ربان" ہے روزہ دار کے علاوہ کوئی اس سے داخل نہیں ہو سکتا۔

بہر حال "میں خود روزہ دار کا اجر ہوں" کا مطلب یہ ہے میں خود کو روزہ دار کے لئے دے دیتا ہوں؛ یعنی اسے میں خود جیسا بنا دوں گا جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ «عبدی اُطعُنی تکن مثلي» (45) اے میرا عبد! میری اطاعت کرو تجھے میں خود جیسا بنا دوں گا۔ اسی لئے ہمیں امر ہوا ہے کہ ﴿تَخَلُّقُوا بِأَخْلَاقِ اللَّهِ، وَ بَعْثُ لَأَنْتُمْ مَكَارِمُ الْأَخْلَاقِ﴾ (46) الہی اخلاق سے خود کو مزین کریں اور میں مکارم اخلاق کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مبوعث ہوا ہوں۔ اور اسی طریقہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ:

﴿وَ مَا تَقْرَبَ إِلَيَّ عَنْدُ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَ إِنَّهُ لَيَنْقَرِبُ إِلَيَّ بِالنَّافِلَةِ حَتَّى أَحِبَّهُ فَإِذَا أَحِبَّنِي كُنْتُ سَمْكَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَ بَصَرَهُ الَّذِي يُبَصِّرُ بِهِ وَ لِسَانَهُ الَّذِي يَنْطِقُ بِهِ وَ يَدَهُ الَّذِي يَبْطِشُ بِهَا إِنْ دَعَانِي أَجَبْتُهُ وَ إِنْ سَأَلَنِي أَعْطَيْتُهُ وَ مَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ كَتَرَدْدِي عَنْ مَوْتِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَ أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ﴾ (47)

میرا تقرب بندھے نے اس چیز سے حاصل کیا جو مجھے زیادہ محبوب ہے؛ یعنی جو میں نے اس پر واجب کیا ہے اسے پورا کر کے، اور وہ اس تقرب کو زیادہ کرتا ہے نافلہ ادا کر کے تاکہ میں اے دوست رکھوں اور جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو میں ہوتا ہوں اس کا حس سامنہ، جس سے وہ سنتا ہے اور حس باصرہ جس سے وہ دیکھتا ہے اور حس ناطقہ جس سے وہ بولتا ہے اور میں ہی اسکا باتھ ہوتا ہوں جس سے وہ حملہ کرتا ہے؛ یعنی یہ چاروں باتیں میرے حکم کے بموجب سرزد ہوتی ہیں پس جو دعا وہ مجھ سے کرتا ہے اسے قبول کرتا ہوں اور جو وہ مانگتا ہے دے دیتا ہوں اور میں اپنا حکم نہیں ہٹاتا مگر موت مومن کے لئے، جب بندھے مرنा نہیں چاہتا تو میں اسے آزدہ کرنا نہیں چاہتا۔

لیکن ان تما م خصلتوں کے حامل روزہ کے لئے شرط اور شرطیت ہیں وہ یہ ہے کہ تمام اعضاء و جوارح روزہ رکھیں اسی صورت میں وہ مادیات سے دور ہو کر منزل عقل کے نزدیک ہو جاتا ہے اور یہی عقل ہے جو خدا سے سب سے زیادہ نزدیک ہے بندھے جب منزل عقل پر پہنچ جاتا ہے تو وہ خدا میں محو ہو جاتا ہے اور روزہ داروں کی منزل پر فائز ہو جاتا ہے۔

- 1) (ترجمه تفسیر مجمع البیان، ج2، ص199.)
- (2) (تفسیرالمیزان، ج3، ص8.)
- (3) البقره / 153
- (4) البقره / 45
- (5) توبه / 113
- (6) البقره / 183
- (7) انعام / 12
- (8) روزه، بهترین درمان بیماریهای روح و جسم، ص149.
- (9) تفسیر فخررازی، ج15، ص68.
- (10) روزه، بهترین درمان بیماریهای روح و جسم، ص150.
- (11) لعلکم تتقون سوره بقره، آیه183.
- (12) جامع السعادات، ح2، ص4.
- (13) خصال، ص78، ح126.
- (14) (برقی، ابو جعفر، احمد بن محمد بن خالد، المحسن ج، ص: 287)
- (15) نهج البلاغه، خطبه 109.
- (16) آل عمران / 195
- (17) مائدہ / 63
- (18) فرقان / 70
- (19) عنکبوت / 7
- (20) احکاف / 16
- (21) محمد / 2
- (22) فتح / 5
- (23) کلینی، ابو جعفر، محمد بن یعقوب، الکافی ج، ص: 62
- (24) عاملی، حرّ، محمد بن حسن، وسائل الشیعه، ج، ص: 7
- (25) نهج البلاغه / خ 102
- (26) احکاف / 20
- (27) بحارالانوار، ج7، ص186.
- (28) قمّی، صدوق، محمد بن علی بن بابویه، فضائل الأشهر الثلاثة
- (29) قمّی، صدوق، محمد بن علی بن بابویه، علل الشرائع، ج، ص: 379
- (30) نهج البلاغة حکمت 252
- (31) احمد صبور اردوبادی، ایمیت روزه از نظرعلم روز، ص29.
- (32) ایضا، ص53.
- (33) روزه، ضیافت نور، ص56.
- (34) ایضا

- 35) ايضا (35)
- 36) ايضا (36)
- 37) بحار الانوار، ج 62، ص 290
- 38) <https://www.facebook.com/UqbariMagazine/posts/575394345911730>
- 39) (مغربي، ابو حنيفة، نعمان بن محمد تميمي، تأویل الدعائم، ج 3، ص 110)
- 40) التوبة / 105
- 41) تفسير عياشی، طبق نقل تفسیر برهان، ذیل آیة مورد بحث.
- 42) التوبة / 112
- 43) نهج البلاغة، حکمت 457.
- 44) معانی الاخبار ص 409
- 45) نراقي، مولی احمد بن محمد مهدی، مستند الشیعه فی أحكام الشريعة، ص 6.
- 46) (اصفهانی، مجلسی اول، محمد تقی، روضة المتقین فی شرح من لا يحضره الفقیہ، ج 6، ص 406)
- 47) اصول کافی، ج 2، ص 352